



ماہِ رمضان المبارک  
**تقویٰ کے حصول**  
کا بہترین ذریعہ

شیخ المشائخ پیر طریقت خواجہ خواجگان  
حضرت اقدس مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور جگر گوشہ

فقیر نجیب احمد عفی عنہ

خاکپائے اکابر خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

0333-5104334

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے، اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار و برکات کا سیلاب آتا ہے اور اس کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہیں، مگر ہم لوگ اس مبارک مہینے کی قدر و منزلت سے واقف نہیں، کیونکہ ہماری ساری فکر اور جدوجہد دنیاوی کاروبار کے لیے ہے، اس مبارک مہینے کی قدر وہ لوگ کرتے ہیں جن کو اپنی آخرت کی فکر ہو جن کو اپنی موت کے بعد کے معاملات کی فکر ہو۔ حدیث مبارکہ ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: **اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلْغْنَا رَمَضَانَ**، (شعب الایمان ۳/۵۷۳، تخصیص شہر رجب بالذکر)

**ترجمہ:** اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا دیجیے، یعنی ہماری عمر اتنی دراز کر دیجیے کہ ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب ہو جائے۔

آپ غور فرمائیں کہ رمضان المبارک آنے سے دو ماہ پہلے ہی رمضان کا انتظار ہو رہا ہے، اور اس کو کس طرح حاصل کرنے کی دعا کی جا رہی ہے، یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں رمضان کی صحیح معنوں شوق اور لگن ہو

### رمضان رحمت کا خاص مہینہ

اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک مہینہ اس لیے عطا فرمایا کہ گیارہ مہینے انسان دنیا کے دھندوں میں مصروف رہتا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے، روحانیت اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں کمی واقع ہو جاتی ہے، تو رمضان المبارک میں آدمی اللہ کی عبادت کر کے اس کمی کو دور کر سکتا ہے، دلوں کی غفلت اور زنگ کو ختم کر سکتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے، جس طرح کسی مشین کو کچھ عرصہ استعمال کرنے کے بعد اس کی سروس اور صفائی کرانی پڑتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ

نے انسان کی صفائی اور سروس کے لیے یہ مبارک مہینہ مقرر فرمایا۔

### روزے کا مقصد

روزے کی ریاضت کا بھی خاص مقصد اور موضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعے انسان کی حیوانیت کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور ایمانی و روحانی تقاضوں کی تابعداری و فرماں برداری کے مطابق بنایا جائے اور اللہ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوتوں کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالی جائے یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے اس لیے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزے کا حکم رہا ہے۔ قرآن کریم میں اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

گیا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۳) ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لیے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

حدیث مبارکہ میں بھی فرمایا گیا ہے جو ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ۔ (ابن ماجہ ص ۱۲۵) ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی صفائی ستھرائی کا ذریعہ ہے اور بدن کی صفائی ستھرائی کا ذریعہ ”روزہ“ ہے۔

بہر حال روزے کا مقصد تقویٰ ہے، اسی تقویٰ کے حصول کے لیے اس آخری امت پر سال میں ایک مہینے کے روزے فرض کیے گئے اور روزے کا وقت طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک رکھا گیا اور یہ زمانہ اس دور کے عام انسانوں کے حالات کے لحاظ سے ریاضت و تربیت کے مقصد کے لیے بالکل مناسب اور نہایت معتدل مدت اور وقت ہے۔ پھر اس کے لیے مہینہ وہ مقرر کیا گیا جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور جس میں

بے حساب برکتوں اور رحمتوں والی رات (شبِ قدر) ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ یہی مبارک مہینہ اس کے لیے سب سے زیادہ مناسب اور موزوں زمانہ ہو سکتا تھا، اسی کے ساتھ ساتھ اس مہینے میں دن کے روزوں کے علاوہ رات میں بھی ایک خاص عبادت کا عمومی اور اجتماعی نظام قائم کیا گیا جس کو ”تراویح“ کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس مبارک مہینے کی نورانیت اور تاثیر میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور ان دونوں عبادتوں کے احادیث شریفہ میں بہت زیادہ فضائل ارشاد فرمائے ہیں

### تقویٰ کے حصول میں معاون چیزیں

لیکن صرف روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کی حد تک بات ختم نہیں ہوتی بلکہ اس ماہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ غفلت کے پردوں کو دل سے دور کیا جائے، اصل مقصد گزشتہ گیارہ مہینوں میں جو گناہ ہوئے ان کو معاف کرا کر آئندہ گیارہ مہینوں میں آخرت میں جو اب وہی کے احساس کے ساتھ گناہ نہ کرنے کا خیال اور جذبہ دل میں پیدا کیا جائے، جس کو ”تقویٰ“ کہا جاتا ہے۔ اس طرح رمضان المبارک کی صحیح روح اور اس کے انوار و برکات حاصل ہوں گے، ورنہ یہ ہو گا کہ رمضان المبارک آئے گا اور چلا جائے گا اور اس سے صحیح طور پر ہم فائدہ نہیں اٹھا پائیں گے، بلکہ جس طرح ہم پہلے خالی تھے ویسے ہی خالی رہ جائیں گے، اس لیے چند ایسی چیزوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن پر عمل کر کے ہمیں روزے کا مقصد (تقویٰ) اور رمضان المبارک کے انوار و برکات حاصل ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ

### 1) عبادت کی مقدار میں اضافہ

رمضان المبارک کی برکتوں کو حاصل کرنے کے لیے اپنی عبادت کی مقدار میں اضافہ کرنا ہے، دوسرے ایام میں جن نوافل کو پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ان کو اس مبارک ماہ میں پڑھنے کی کوشش کریں، مثلاً: مغرب کے بعد سنتوں سے الگ یا کم از کم سنتوں کے ساتھ چھ (6) رکعت ادا بین پڑھیں۔ (جب کہ ہمارا حال یہ ہے کہ ادا بین افطار کی نذر

ہو جاتی ہیں) عشاء کی نماز سے چند منٹ پہلے آکر چار رکعت یاد و رکعت نفل پڑھیں۔  
 سحری کھانے کے لیے اٹھنا ہی ہے تو چند منٹ پہلے اٹھ کر کم از کم چار رکعت تہجد پڑھ لیں۔  
 اسی طرح اشراق کی نماز اور اگر اشراق کے وقت نیند کا غلبہ ہو تو چاشت کی چند رکعتیں تو  
 پڑھ ہی لیں۔ ظہر کے بعد دو سنتوں کے ساتھ دو رکعت نفل اور عصر سے پہلے چار رکعت  
 نفل پڑھ لیں۔ کیوں کہ نماز کا خاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا رشتہ جوڑتی  
 ہے اور اس کے ساتھ تعلق قائم کراتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا  
 قرب حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث شریف میں ہے:  
**أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ** (مسلم شریف حدیث ۱۱۱۱، باب ما یقال  
 فی الرکوع والسجود) یعنی بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں  
 ہوتا ہے، تو گویا نماز کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم تحفہ عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 توفیق عطا فرمائے، آمین!

## 2 تلاوتِ قرآنِ کریم کی کثرت

دوسرا کام یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کرنا ہے، کیوں کہ رمضان  
 المبارک کے مہینے کو قرآنِ کریم کے ساتھ خاص مناسبت اور تعلق ہے، اسی مہینے میں  
 قرآنِ کریم نازل ہوا، ارشادِ مبارک ہے: **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ،**  
**(سورہ بقرہ آیت ۱۸۵) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان المبارک میں حضرت**  
**جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔** (بخاری شریف ۱/۳،  
 حدیث ۶) تمام بزرگانِ دین کی زندگیوں میں یوں تو قرآنِ کریم کا ساتھ محبت اور لگاؤ بہت  
 زیادہ نظر آتا ہے، لیکن رمضان المبارک کا مہینہ آتے ہی تلاوت کے معمول میں  
 غیر معمولی اضافہ ہو جاتا، چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اس مبارک مہینے میں ایک  
 قرآنِ کریم دن میں، ایک رات میں اور ایک تراویح میں، اس طرح اکٹھ (۶۱) قرآن

کریم ختم فرماتے تھے۔ ماضی کے ہمارے تمام اکابر کارِ مضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کریم کا معمول لائق تحسین ہوتا تھا۔ لہذا ہم کو بھی اس مبارک ماہ میں عام دنوں کے مقابلے میں تلاوت کی مقدار زیادہ کرنی ہے، عام آدمی کو بھی روزانہ کم از کم تین پارے پڑھنے چاہئیں، تاکہ پورے مہینے میں کم از کم تین قرآن کریم ختم ہو جائیں۔

### 3) تراویح میں قرآن کریم صحیح پڑھنے اور سننے کا اہتمام

اس مبارک مہینے میں ہر مؤمن کو اس بات کی بھی فکر کرنی ضروری ہے کہ تراویح میں قرآن مجید صحیح اور صاف صاف پڑھا جائے، جلدی جلدی اور حروف کو کاٹ کاٹ کر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے، کیوں کہ اس طرح قرآن کریم پڑھنا اللہ کے کلام کی عظمت کے خلاف ہے، نیز پڑھنے والے کو خود قرآن کریم بد عادت ہے۔ (احیاء العلوم عن انس ۱/۲۷۴، فی ذم تلاوة الغافلین) (اس طرح قرآن کریم پڑھنے والا اور سننے والے سب گنہگار ہوتے ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ حافظ صاحب نہایت تیز رفتاری کے ساتھ حروف کو کاٹ کاٹ کر پڑھتے چلے جا رہے ہیں، ایک سانس میں سورہ فاتحہ کو ختم کر دیا جاتا ہے، صحیح طریقے سے رکوع، سجدہ اور تشهد ادا نہیں ہو رہا ہے، چالیس سینتالیس منٹ میں پوری نماز ختم، اب گھنٹوں مجلسوں میں بیٹھ کر گپ شپ ہو رہی ہے اور حافظ صاحب وسامعین میں سے کسی کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم نے قرآن کریم کی توہین میں کتنا حصہ لیا اور رمضان کی مبارک ساعتوں میں کتنی بے برکتی اور قرآن کریم کی کتنی بدعالی؟ خدا اس صورتِ حال سے بچنے اور اس مبارک مہینے میں برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کو اپنے اوپر بند نہ کیجیے اور صاف صحیح قرآن کریم پڑھنے اور سننے کا اہتمام کر کے ہمیشہ کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

#### 4) استغفار کی کثرت

چوتھا کام یہ کرنا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنی ہے، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کی پہلی، دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے ”آمین“ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے آئے تھے اور جب میں نے منبر کے پہلے زینے پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین، الی آخر الحدیث (متدرک حاکم ۱۷۰/۴، کتاب البر والصلۃ، الترغیب والترہیب ۵۶/۲)

ظاہر ہے کہ اس شخص کی ہلاکت میں کیا شبہ ہے جس کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام بددعا کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہیں، اس لیے اس مبارک مہینے میں نہایت کثرت کے ساتھ گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔

#### 5) دعا کا اہتمام

رمضان المبارک کی برکات کو حاصل کرنے کے لیے دعاؤں کا اہتمام بھی لازم ہے، بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے، حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ثَلَاثَةٌ لَا تَرُدُّ دَعْوَتَهُمْ اِلَّا صَائِمٌ حَتَّىٰ يَفْطُرَ**، الحدیث۔ (ترمذی شریف ۲۰۰/۲، حدیث ۳۵۹۸، مسند احمد حدیث ۹۷۴۳) ترجمہ: **تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی** (ضرور قبول ہوتی ہے) ایک روزے دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی بددعاء، اس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھالیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیے

جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

بہر حال یہ مانگنے کا مہینہ ہے، اس لیے جتنا ہو سکے دعا کا اہتمام کیا جائے، اپنے لیے، اپنے دوست و احباب اور رشتے داروں کے لیے، اپنے متعلقین کے لیے، ملک و ملت کے لیے اور عالم اسلام کے لیے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں، اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا، ان شاء اللہ۔ صدقات کی کثرت

رمضان المبارک میں نفلی صدقات بھی زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا دریا پورے سال ہی موجزن رہتا تھا، لیکن ماہ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکے مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں (بخاری شریف ۳/۱) جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اس کو ضرور نوازتے۔ لہذا ہم کو بھی اس بابرکت مہینے میں اس سنت پر عمل کرتے ہوئے صدقات کی کثرت کرنی چاہیے۔

## 6 کھانے کی مقدار میں کمی

ساتویں چیز جس کا لحاظ رمضان المبارک کے مقصد کو حاصل کرنے میں معاون ہے ”کھانے کی مقدار میں کمی کرنا“ ہے، کیوں کہ روزے کا مقصد قوتِ شہوانیہ اور برائی کی قوت کا کم کرنا اور اچھائی والی قوتِ ملکیہ و نورانیہ کا بڑھانا ہے، جب کہ زیادہ کھانے سے یہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔ حقیقتاً ہم لوگ صرف کھانے کے اوقات بدلتے ہیں یعنی افطار میں، تراویح کے بعد اور پھر سحری میں، اس کے علاوہ کچھ بھی کمی نہیں کرتے، بلکہ مختلف قسم کی زیادتی ہی ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے قوتِ شہوانیہ یعنی برائی والی قوت کم ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا مَلَآ اِدْحِيٌّ وَّعَاءٌ شَسْرًا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اَدَمَ اَكْلَاتٍ



يُقِمْنَ صَلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَهَ فَتُلْطَمُ لِطَعَامِهِ وَتُلْطَمُ لِشَرَابِهِ وَتُلْطَمُ لِنَفْسِهِ۔  
 (ترمذی شریف ۶۰/۲) یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی برتن کا بھرنا اتنا ناپسند نہیں جتنا پیٹ کا بھرنا  
 ناپسند ہے، ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے، اگر زیادہ ہی کھانا  
 ہے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے لیے رکھے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس  
 کے لیے رکھے۔ البتہ اتنا کم نہ کھائے کہ عبادات کے انجام دینے میں اور دوسرے دینی  
 کاموں میں خلل واقع ہو۔

### 7 گناہوں سے پرہیز

رمضان المبارک میں خاص طور پر گناہوں سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے، ہر مومن  
 کو یہ طے کر لینا چاہیے کہ اس برکت اور رحمت اور مغفرت کے مہینے میں آنکھ، کان اور زبان  
 غلط استعمال نہیں ہوگی، جھوٹ، غیبت، چغلی خوری اور فضول باتوں سے مکمل پرہیز  
 کرے، یہ کیا روزہ ہوا کہ روزہ رکھ کر ٹیلی ویژن اور سوشل میڈیا فیس بک واٹس ایپ انسٹا  
 گرام کھول کر بیٹھ گئے اور وقت گزاری ہو رہی ہے، کھانا، پینا اور جماع جو حلال تھیں ان  
 سے تو اجتناب کر لیا لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر کسی کی غیبت ہو رہی ہے، چغلی خوری ہو رہی  
 ہے، جھوٹے لطیفے بیان ہو رہے ہیں، اس طرح روزے کی برکات جاتی رہتی ہیں۔ حضرت  
 ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ  
 وَشَرَابَهُ۔ (صحیح بخاری ۲۵۵۱/۱) ترجمہ: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کام اور باطل کلام  
 نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی روزے  
 کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات  
 و منکرات سے بھی زبان و دہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے، اگر کوئی شخص

روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پروا نہیں۔ (معارف الحدیث ۴/۰۰۰۰)

ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رَبِّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَرَبِّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السُّهُرُ۔ (سنن ابن ماجہ حدیث ۱۶۹۰۔ سنن نسائی حدیث ۳۳۳۳)

**ترجمہ:** بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزے کے ثمرات میں سے بھوکا رہنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہوں (غیبت و ریاضی وغیرہ) سے نہ بچے تو روزہ، تراویح اور تہجد وغیرہ سب بیکار ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا كَمْ يَخْرِقُهَا۔ (نسائی شریف حدیث ۲۲۳۳، مسند احمد حدیث ۱۶۹۰) **ترجمہ:** روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ یعنی

روزہ آدمی کے لیے شیطان سے، جہنم سے اور اللہ کے عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے، جب تک گناہوں (جھوٹ و غیبت وغیرہ) کا ارتکاب کر کے روزے کو خراب نہ کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر روزے دار سے کوئی شخص بدکلامی اور جھگڑا وغیرہ کرنے کی کوشش کرے تو روزے دار کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔ یعنی میں ایسی لغویات میں پڑ کر روزے کی برکات سے محروم ہونا نہیں چاہتا۔

(صحیح بخاری ۱/۲۵۴، حدیث ۱۸۹۴، صحیح مسلم حدیث ۱۱۵۱)

ان تمام احادیث شریفہ کا مدعا یہ ہے کہ روزے کے مقصد (تقویٰ) اور رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں کے حصول کے لیے گناہوں سے پرہیز نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر تقویٰ کی سعادت نہیں حاصل ہو سکتی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے،  
 رمضان المبارک کی قدر کی توفیق بخشے اور اس بابرکت مہینے کے اوقات کو صحیح طور پر  
 خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے،  
 آمین ثم آمین یا رب العالمین۔